سفرنامہ کوہ طور

میں کہاں کہاں نہ پہنچا
تری دید کی طلب میں

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

مُرتب

مولانا صلاح الدین سیفی مدظلہ العالی
ترکیسر سورت گجرات انڈیا

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003

FREEDOM
FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

میں کہاں کہاں نہ پہنچا
تیری دید کی طلب میں

از افادات
محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب
حضرت مولانا صلاح الدین سیفی نقشبندی مدظلہ

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-2618003

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

© جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب ———— میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی طلب میں

از افادات ———— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ———— حضرت مولانا صلاح الدین سیفی نقشبندی مدظلہ

ناشر ———— مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اول ———— اکتوبر 2009ء

اشاعت دوم ———— نومبر 2009ء

تعداد ———— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ———— فقیر شاہ محمود نقشبندی

لازم نہیں کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	عرضِ ناشر	8
	عرضِ مرتب	10
1	میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی طلب میں	8
2	محبت کا کرشمہ	8
3	ایک عجیب شعر	9
4	ناکامی	10
5	سفر کی عجیب تیاری	10
6	آغازِ سفر	11
7	قاہرہ میں قیام	12
8	جہاں شرم بھی شرما جائے	13
9	طورِ سینا کی طرف	15
10	وادیٔ مقدس	16
11	جبلِ طور کی طرف روانگی	18
12	تجربہ کی بات	18
13	سینٹ کیتھرائن	19
14	اللہ کی مہربانی	20
15	بئرِ موسیٰ	20

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
16	ایک قدیم خانہ خدا........................	23
17	ایک تاریخ........................	26
18	گفتگو کی جگہ........................	28
19	جبلِ دکا........................	28
20	زندگی کی عجیب دعا........................	29
21	چند اور زیارتیں........................	30
22	مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے؟........................	31

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

عرضِ ناشر

حضرت اقدس مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کی پوری زندگی ایک سفر ہے۔ کیونکہ سال کے دنوں کا حساب لگائیں تو حضرت کے سفر کے دن بہت زیادہ اور قیام کے دن تھوڑے ہوتے ہیں۔ تو لاکثر حکم کل کے اعتبار سے حضرت کی زندگی ایک سفر ہی ہے۔ اب ہم تو شمار بھی نہیں کر سکتے کہ حضرت نے کہاں کہاں کے اور کتنے سفر کیے ہیں۔ یہ اسفار فقط سیر و سیاحت نہیں بلکہ ایک محب سرگردانی ہے کارِ محبوب کی خاطر یا ایک طالب نظارہ کی سرمستی ہے جلوہ جانانہ کی خاطر۔ اگر فقط سیر و سیاحت ہوتی تو اب تک نہ جانے کتنے سفرنامے وجود میں آچکے ہوتے جس میں سیر و سیاحت کے شائقین اور اہل ذوقِ ادب کی تسکین کا وافر سامان موجود ہوتا۔ لیکن جس کے اپنے دل کو لگی ہو اس کو اس لگن میں دوسروں کے ذوق طبع کو حظ پہنچانے کی فرصت کہاں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے گرانقدر اسفار کرنے اور تحریر کا ملکہ ہونے کے باوجود حضرت نے ایک سفرنامے کے علاوہ اس سلسلے میں قلم نہیں اٹھایا۔ چنانچہ جماعت کے احباب بڑے عرصہ سے سفرناموں کی آس دل میں لیے بیٹھے ہیں لیکن ہنوز اس نعمت سے محروم ہیں۔

زیمبیا میں کسی محفل میں حضرت نے اپنے سفر کوہ طور کی کچھ تھوڑی سی جھلک دکھائی تو شرکاء مجلس بہت مستفید ہوئے۔ حاضرین میں موجود حضرت مولانا صلاح الدین سیفی صاحب نقشبندی دامت برکاتہم نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اسے محفوظ

کرلیا اور بعدازاں اسے شائع کر دیا۔ یہ ان کا قارئین پر احسان ہے کہ اس محفل کے لطف میں دوسروں کو بھی شریک کرلیا اور اب ہم نے بھی ان کے اس رسالے کو اپنے مکتبہ کی طرف سے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے، تاکہ احباب اسی سے استفادہ کرتے رہیں، تاوقتیکہ حضرت کی اپنی طبیعت پورا سفرنامہ لکھنے کی طرف مائل ہو جائے۔

"کارِ جہاں دراز ہے ذرا انتظار کر"

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی عفی عنہ
خادم
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

عرضِ مرتب

الحمد لله و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد !

پیشِ نظر تحریر ''میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی طلب میں'' حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم کے اس سفر کی روداد ہے جو حضرت کی دیرینہ تمنا تھی، اس سفر میں حضرت والا کے ساتھ دو ساتھی اور تھے جو حضرت کے متعلقین میں سے تھے۔

یہ کتاب کوئی تصنیف نہیں بلکہ ایک رودِ سفر ہے جس کو حضرت والا نے ملک زیمبیا میں متعلقین کے سامنے ایک مجلس میں بیان فرمایا۔ یہ عاجز چوں کہ اس مجلس میں شریک تھا، اس لیے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ نفعِ عام کے لیے اسے مرتب کر کے شائع کیا جائے۔ لہٰذا اللہ رب العزت کی توفیق سے اس کو ادارہ فیض فقیر سے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے، اللہ رب العزت اس کو نافع بنا کر قبول فرمائے آمین۔

فقیر صلاح الدین سیفی نقشبندی عفی عنہ
کان اللہ عوضا عن کل شیء

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی طلب میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾ (ال عمران:۱۷۳)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

محبت کا کرشمہ:

محبت ایسی چیز ہے جو محبّ کو مجبور کرتی ہے محبوب سے ہمکلامی کرنے کے لیے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہمکلامی کا شرف عطا فرمایا اور یہ ہمکلامی جو ہے یہ ایک قدم اور آگے بڑھاتی ہے کہ پھر بندے کو محبّ کو دیکھنے کو دل کرتا ہے، چنانچہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا تھے کسی نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ! ہم آپ کو دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں سوائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے بات کرتے تھے، اور بات کرنے سے پھر بات بڑھ جاتی ہے پھر دیکھنے کو دل کرتا ہے۔ اسی لیے نوجوان بچوں کو منع کرتے ہیں کہ سیل فون پر غیر محرم سے گفتگو مت کیجیے، جو یہ کہے کہ میں تو صرف بات کرتا ہوں وہ پکا جھوٹ بول رہا ہے اس لیے کہ صرف بات تک بات نہیں رہتی، بات ہمیشہ آگے بڑھتی ہے۔ یہ قرآنی فیصلہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

FREEDOM FOR GAZA islamictimelinecoverphotos.com

﴿ رَبِّ اَرِنِی اَنْظُرْ اِلَیْكَ ﴾ ''اے اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں''
بہر حال محبّ اور محبوب کی ملاقات جہاں ہو تو وہ جگہ بھی ان دونوں کو اچھی لگتی ہے، اسی لیے دیکھا گیا کہ دلہن جس گھر میں رخصت ہو کر پہلے دن آتی ہے، اگر چہ سالوں گزر جائیں لیکن اس کو وہ گھر اچھا لگتا ہے، پھر چاہے بعد میں وہ محل میں رہنا شروع کر دے۔ جب بھی اس گھر کے قریب سے گزرے گی، اس کی یادیں تازہ ہو جائیں گی۔تو محبّ اور محبوب کو ملاقات گاہ بھی محبوب ہوتی ہے، اسی لیے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ''طور'' کی قسم کھائی ''والطّور'' قسم ہے طور پہاڑ کی۔ قسم کھانے میں مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہ ملاقات گاہ تھی، ہمکلامی ہوئی تھی، زیارت کے لیے درخواست کی گئی تھی اس جگہ، تو اللہ تعالیٰ کو اپنے چاہنے والوں سے اتنی محبت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کی قسم کھائی۔

دوسری دلیل کہ اللہ کو نبی علیہ السلام سے محبت، نبی علیہ السلام اللہ کے محبوب، چنانچہ نبی علیہ السلام جس شہر میں رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی قسم کھائی
﴿ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴾ (البلد:۱،۲)
''میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور آپ اس شہر میں موجود ہیں''

ایک عجیب شعر:

بہت مدت ہوئی ایک شعر پڑھا تھا، ہے تو عجیب سا لیکن ذہن میں رہ گیا۔

لازم تو نہیں کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو وہ جواب مل گیا تھا کہ نہیں دیکھ سکتے تو لازم تو نہیں کہ سب کو ایک ہی جواب ملے۔لہٰذا چلو ہم بھی کوہ طور کی سیر کر کے آتے ہیں۔تو شروع سے دل میں ایک شوق تھا کہ اگر کوئی موقع اللہ نے زندگی میں دیا تو کوہ طور دیکھیں

گے، صرف اس وجہ سے کہ اے اللہ تیرے ایک چاہنے والے نے یہاں قدم رکھے تھے۔

ناکامی:

بہت سال پہلے ایک مرتبہ مصر جانا ہوا تو کوشش کی کہ وہاں جائیں لیکن بتایا گیا کہ وہاں پر عیسائیوں اور یہودیوں کا ہولڈ ہے اور وہ اس علاقے میں مسلمانوں کا جانا بھی پسند نہیں کرتے اور اگر کوئی اکا دُکا چلا جائے بھی تو وہ اس کو غائب ہی کر دیتے ہیں، پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ گیا کہاں؟

چوں کہ وہ ان کے نزدیک اسی طرح معظم ہے جس طرح ہمارے نزدیک بیت اللہ معظم ہے۔ جیسے ہم بیت اللہ کا حج کرتے ہیں اسی طرح یہودی لوگ اس جگہ کا حج کرتے ہیں جہاں موسیٰ علیہ السلام کلام فرمایا کرتے تھے، اور اس پر ان کو بڑا مان ہے کہ تاریخ انسانیت میں پہلی مرتبہ اللہ نے بندے سے ہمکلامی کی۔ جیسے ہم معراج کو بڑے پرزور طریقے سے بیان کرتے ہیں تو یہودی لوگ کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کے جانے کو بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں، لہٰذا وہ ہر سال اس جگہ کا حج کرتے ہیں اور جگہ بھی ان کی مقدس ہے۔ لہٰذا وہ نہیں چاہتے کہ وہاں کوئی اور جائے۔ تو اس وقت تو حساب نہ بن سکا پھر دل میں خیال آتا رہا کہ کبھی جائیں گے۔

سفر کی عجیب تیاری:

پھر اس سال دل میں خیال آیا کہ چلو سپریم کورٹ چلتے ہیں اور وہاں جا کر درخواست دائر کرتے ہیں لہٰذا ہم بیت اللہ حاضر ہوئے اور وہاں اللہ تعالیٰ کے دربار میں فریاد کی، درخواست کی۔ ایک عمرہ کیا اور اس عمرے میں صرف ایک دعا مانگی پورے عمرے میں طواف کے اندر، زمزم کے پاس، سعی میں ہر جگہ ایک ہی دعا مانگی کہ

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

اللہ وہاں جانا آسان فرما دیجیے، دیوانہ بندہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

پھر اس کے بعد کوشش کی ویزہ وغیرہ کے لیے، آج کل کے حالات کے پیش نظر مصر کا ویزہ اس بندے کے لیے جس کے چہرے پر سنت سجی ہو لینا بہت مشکل ہے۔ اول تو دیتے نہیں اور دیتے ہیں تو ایئر پورٹ سے واپس رخصت کر دیتے ہیں، تین تین دن ایئر پورٹ پر رکھتے ہیں اور وہیں سے واپس کر دیتے ہیں۔ خیر مصر کی ایمبیسی میں ویزہ کے لیے گئے، اللہ پاک نے مہربانی کی کہ خلاف توقع ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ دو سوال، دس سوال بیس سوال، جتنے بھی پوچھیں گے ہم بتائیں گے۔ اللہ کی شان یہ ہوئی کہ جو بندہ بیٹھا تھا اس نے تو ایک سوال بھی نہ پوچھا، درخواست لے لی اور کہنے لگا کہ جی آپ دس منٹ کے بعد آ کر ویزا لے جائیں۔ ہم نے دس منٹ وہیں انتظار کیا لیکن جب تک ویزا لگ نہیں گیا اس وقت تک مضطرب رہا اس لیے کہ جس نے ویزا کے لیے ہاں کہا ہے وہ تو استقبالیہ پر بیٹھا ہوا ہے کہیں اس کا کوئی بڑا افسر منع نہ کر دے۔ کیونکہ ہماری تصور تو یہی تھی چہرے پر سنت والی لیکن جب اس نے اشارہ کیا کہ آپ کا ویزا لگ چکا ہے آپ پاسپورٹ حاصل کر لیں، تب ہم گئے اور ویزا لے لیا۔

آغازِ سفر:

اس سفر میں ہمارے دو دبئی کے دوست ہیں انہوں نے بھی کہا کہ ہم بھی سفر میں ساتھ چلیں گے۔ لہٰذا وہ ادھر سے پہنچے اور یہ عاجز سعودی عرب سے مصر چلا گیا، اب مصر ایئر پورٹ پر انہوں نے لکھا تو ہے موٹا موٹا سا

﴿ اُدْخُلُوْا الْمِصْرَ اِنْشَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ ﴾

''مصر میں داخل ہو جاؤ اگر اللہ نے چاہا تو اس میں رہو گے''

لیکن وہ لوگ اس چہرے سے بہت خائف ہوتے ہیں لہٰذا ہم جب وہاں

پاسپورٹ کاؤنٹر پر گئے تو

﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ (یس:۹)

پڑھ لیا۔ اللہ نے مہربانی فرمادی کہ اس نے تو ویزا دیکھتے ہی اسٹیمپ لگادی۔ پھر اس نے ایک ساتھ بیٹھنے والے بندے کے بارے میں کہا کہ جی یہ OK کرے گا۔ وہ بندہ دراصل ان کی فوج کا بندہ تھا اور انہوں نے ایک الگ کمپیوٹر رکھا ہوا تھا۔ اس کمپیوٹر میں ان کے جو مطلوب لوگ ہوتے ہیں یا ان کے آقاؤں کے مطلوب لوگ ہوتے ہیں ان کا سب ڈیٹا (معلومات) اس میں ہوتا ہے۔ ہمیں پتہ اس طرح سے چلا کہ کمپیوٹر تو ہم جانتے تھے، وہ تو توقع نہیں کرتے تھے کہ یہ ملا مولوی نظر آنے والا بندہ، اس کو کمپیوٹر کی بھی سمجھ ہوگی۔ لہٰذا وہ بڑا ریلکس بیٹھا ہوا تھا، اسکرین اس طرح تھی کہ ہم بھی پاس کھڑے دیکھ سکتے تھے۔ اس نے پاسپورٹ اسکرین پر رکھا تھوڑی دیر بعد اسکرین پر موٹا سا لکھا ہوا آیا ''غیر مطلوب'' خیر اس نے کہا آپ جاؤ، ہم آگے چلے گئے۔

قاہرہ میں قیام:

ایک دو دن تو ہم قاہرہ میں ہی رہے، قاہرہ میں بہت سے بزرگ مدفون ہیں۔ اس میں حضرت حسین ؓ کا جسم مبارک کربلا سے وہاں لایا گیا تھا اور وہاں دفن کیا گیا تھا۔ ائمہ میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، یہ تھے تو مکہ مکرمہ کے لیکن یہ ہجرت کر کے یہاں آئے تھے۔ ان سے پہلے پورے مصر کے لوگ حنفی تھے اور ان کے آنے کے بعد پورے ملک کے لوگ شافعی بن گئے۔ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری بھی یہیں مدفون ہیں اور تابعین میں سے تعبیر الرؤیا جنہوں نے لکھی ''محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ'' وہ بھی یہیں مدفون ہیں، پھر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ، سید العارفین

ابن الفارز رحمۃ اللہ علیہ، یہ عجیب اللہ کے عاشق بندے تھے۔ انہی کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ان کو موت کے وقت جنت دکھائی گئی تو انہوں نے منہ پھیر لیا تھا اور منہ پھیر کر کہا تھا:

اِنْ کَانَ مَنْزِلَتِیْ فِی الْحُبِّ عِنْدَکُمْ مَا قَدْ رَاَیْتُ فَقَدْ ضَیَّعْتُ اَیَّامِیْ

"اے اللہ! اگر میری ساری عمر کا بدلہ یہ سب باغ و بہار ہی ہیں تو میں نے کیا پایا، میں نے تو ساری عمر تباہ کر دی مجھے تو تیری تلاش ہے۔"

وہ بھی یہیں قاہرہ میں مدفون ہیں، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا، سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا مطلب یہ کہ اتنے حضرات یہاں مدفون ہیں کہ سینکڑوں میں آپ شمار کر سکتے ہیں۔ ایک دو دن ہم ان مقامات کو دیکھتے رہے اور یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ایک لڑکا ہمیں مل گیا جو یونیورسٹی میں پڑھتا تھا اور دو سال سے ریسرچ کر رہا تھا کہ کس جگہ پر کون ہے۔ اس کے ساتھ ڈرائنگ بنی ہوئی تھیں اور پورا پتہ لکھا ہوا تھا، وہ ہمیں گاڑی پر لے کر سب دکھاتا گیا۔ ہمارے لیے تو پکی پکائی کھیر تھی پھر ہم نے آگے جانے کا ارادہ کیا۔

جہاں شرم بھی شرما جائے:

اسرائیل کا جو مصر کے قریب بارڈر لگتا ہے اس کے قریب وادی سینا ہے اور ان دنوں حالات یہ تھے کہ سرحد پر بمباری ہو رہی تھی۔ لہٰذا ان دنوں سیکورٹی بھی ہائی الرٹ بھی۔ اللہ کی شان کہ ہم نے پہلے ہی بکنگ وغیرہ کروائی ہوئی تھی۔ اس طرف جانے سے پہلے سمندر کے کنارے ایک شہر آتا ہے جس کا نام "شرم الشیخ" ہے۔ وہ شہر بنایا ہی شراب اور شباب کے لیے ہے۔ اس کو اتنا صاف رکھا گیا ہے کہ یقین نہیں آتا کہ یہ دنیا ہے۔ ایئرپورٹ دیکھو جیسے شیشے کا بنا ہوا ہو، اسٹیل اور شیشے کا کام ہوا ہے، بندہ دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔ اس شہر میں وہ کسی سنت سے آراستہ بندے کو جانے ہی

نہیں دیتے۔ ہمارے جانے سے تین دن پہلے سعودی عرب کے پانچ ڈاکٹرز ایک میٹنگ میں حاضری کے لیے پہنچے، ان میں سے تین بغیر داڑھی والے تھے اور دو داڑھی والے تھے۔ تو انہوں نے قاہرہ میں ہی ان دو سعودی عرب کے ڈاکٹروں کو روک دیا جن کے داڑھی تھی اور بقیہ تین کو جانے دیا، اتنی سختی کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یورپ کے ٹورسٹ کو اپنے یہاں متوجہ کرتے ہیں اور وہ لوگ وہاں چھٹیاں منانے آتے ہیں اور وہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں چند انچ کا لباس بھی بوجھ نظر آتا ہے۔ تو اس وجہ سے وہ وہاں داڑھی والوں کو جانے ہی نہیں دیتے۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ جیسے بڑھے پیمانے پر کوئی کسینو (جوا خانہ جہاں شراب اور شباب کا بھی نظام ہوتا ہے) ہو، وہ اس طرح کا شہر ہے۔

ہم نے جب اپنے ایک دو قریبی دوستوں کو بتایا کہ ہم شرم الشیخ جائیں گے تو ہمیں تو سمجھ میں نہیں آتا تھا لیکن وہ ہمارا چہرہ دیکھ کر مسکراتے تھے۔ وہ مجھے خاص طور پر پوچھتے تھے کہ آپ شرم الشیخ جائیں گے، میں کہتا تھا ہاں میں جاؤں گا، ہمیں کیا پتہ تھا کہ وہ کیا ہے؟ خیر اللہ کی شان کہ جب ہم وہاں جانے لگے تو قدرت سبب بنانے والی ہے کہ کاؤنٹر پر جو بندہ تھا وہ کوئی اچھا بندہ تھا، جس نے ہمارے پاسپورٹ بھی چیک نہیں کیے۔ وہ ایک ہی بندہ تینوں پاسپورٹ لے کر چلا گیا اور تینوں بورڈنگ پاس پکڑا دیئے۔ ہم اندر جا کر ایک مسجد بنی ہوئی تھی اس میں بیٹھ گئے۔ جب فلائیٹ کے ٹائم باہر نکلے تو باہر تماشہ! وہاں تو ساری مخلوق یورپ کی اور ان کے لباس وہی جو ہوتے ہیں اور ہم ان میں چلتے پھرتے آثار قدیمہ نظر آ رہے تھے۔ خیر ہمیں اپنے کام سے غرض تھی، ہم اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ دوسرے ساتھی اتنا کہہ رہے تھے کہ ہر سواری ہماری طرف دیکھ رہی تھی کہ یہ لوگ بھی اسی جہاز میں شرم الشیخ جا رہے ہیں۔ خیر اللہ نے مہربانی فرمائی ہم چلے، جب وہاں اترے تو رات کے نو بج چکے تھے۔

طورِ سینا کی طرف:

قاہرہ میں ایک ڈرائیور تھا جو ہمیں دو تین دن قاہرہ میں گھماتا رہا، پھر اس سے دوستی ہوگئی۔ اس سے ہم نے کہا ہوا تھا کہ شرم الشیخ میں ہمیں ایک ڈرائیور چاہئے جو آپ کے حوالہ سے ہو، اس لیے کہ اگر کوئی نیا بندہ ہوگا تو پتہ نہیں کہاں لے جائے گا۔ اس نے اپنے ایک دوست کو فون کیا جو تقریباً دو سو کلومیٹر دور شہر میں رہتا تھا، وہ وہاں سے چل کر ہمیں لے جانے کے لیے آیا۔ خیر رات کے نو بجے ہم نے سفر شروع کیا، شروع کا سفر بالکل سمندر کے کنارے کنارے ہے، اس علاقہ میں رات کا سفر، پھر وہ علاقہ جو اگلے ملک اسرائیل کے قریب ہے اور اس ملک کی بمباری بھی ہو رہی ہے، یہ ایک مشکل معاملہ تھا۔ ہمارے راستہ میں کوئی بارہ کے قریب چیک پوسٹیں آئیں اور ہر چیک پوسٹ پر فوجی تھے۔ گاڑی روکتے ہی پہلے تو ڈرائیور سے پوچھتے تھے کہ تیرے ساتھ کون ہے؟ جب وہ کہتا کہ پاکستانی تو وہ نام سنتے ہی ہکے بکے رہ جاتے تھے، اور پھر وہ جب جھانک کر دیکھتے کہ تینوں داڑھی والے، تو پھر نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ۔ خیر اللہ کی شان، ہم ان چیک پوسٹوں سے آہستہ آہستہ گزرتے رہے، دل میں یہی تھا کہ مالک اگر تیری طرف سے رحمت کا معاملہ ہے تو راستہ کوئی نہیں روک سکتا، خیر چلتے چلتے آخری چیک پوسٹ تھی اس کا جو انچارج تھا وہ بہت غصہ میں تھا۔ چوں کہ اس سے آگے کا جو ایریا تھا وہ انہی عیسائیوں اور یہودیوں کا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس سے آگے تو کسی ایسے بندے کو برداشت ہی نہیں کرتے ہوں گے کہ وہ آئے اور اس نے جب دیکھا، پوچھا کہ پاکستانی؟ ہم نے کہاں ہاں، تو اس نے ہمارے پاسپورٹ لیے اور اندر لے کر چلا گیا اور تقریباً بیس پچیس منٹ اندر ہی رہا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس کی نیت ہمیں آگے بھیجنے کی نہیں ہے اور واقعی اس کی نیت نہیں تھی۔ وہ پیچھے قاہرہ فون کر رہا تھا کہ یہ تین بندے ہیں اور یہ اس

طرح کے حلیے میں ہیں اور یہ اس طرف جانا چاہتے ہیں۔ اس کی کوشش یہی تھی کہ کسی طرح ان کی کوئی چھوٹی سی بھی Mistak (خامی) ملے تو میں ان کو کہوں کہ آپ یہاں سے جائیں۔ مگر اللہ نے مہربانی فرمائی، وہ پھر واپس آیا اور واپس آکر کہتا ہے کہ اپنا بیگ چیک کراؤ! پیچھے بیگ پڑے ہوئے تھے، میں نے ساتھیوں سے کہا کہ بھئی بیگ چیک کرادو، اس میں کیا حرج ہے؟ جب تقریباً دس منٹ ہوگئے کہ بیگ چیک ہو رہے ہیں، مجھے حیرت ہوئی کہ اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے؟ تو میں بھی باہر نکلا۔ باہر کافی ٹھنڈ تھی، ویسے بھی کوہ طور سطح سمندر سے دو ہزار میٹر ہے۔ لہٰذا جب میں باہر نکلا اس ٹھنڈ میں تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے میرا بیگ کھولا ہوا ہے، اس میں ایک مشین تھی خون کا دوران چیک کرنے والی، وہ اس کو مصیبت بنا کر کھڑا ہوا ہے کہ یہ تم کیا لے کر جا رہے ہو؟ ساتھی ان کو سمجھا رہے تھے کہ یہ جو ہمارے ساتھ ہیں یہ بوڑھے آدمی ہیں، ان کو بلڈ پریشر چیک کرنا ہوتا ہے، میڈیسن استعمال کرنے کے لیے، تو وہ مان ہی نہیں رہا تھا۔ اصل میں وہ ماننا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے جب اس کے تیور دیکھے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ٹھہرو میں اس کو سمجھاتا ہوں، میں نے اس کو کہا کہ دیکھو بھائی یہ بلڈ پریشر چیک کرنے کی مشین ہے، لاؤ میں آپ کا بھی بلڈ پریشر چیک کر کے بتاؤں۔ جیسے ہی میں نے میٹر پکڑا اور اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ میری طرف دیکھتا ہے، سوچتا ہوگا کہ یہ کہاں سے ڈاکٹر نکل آیا، خیر اس کے بعد اس نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ لوگ جاؤ۔ الحمد للہ پھر ہم گاڑی میں بیٹھے اور وہاں سے آگے چل پڑے۔

وادیِ مقدس:

خیر آگے جہاں ہم پہنچے اس جگہ کا نام "وادی مقدس" ہے۔ یہ تقریباً آٹھ نو کلو میٹر کی پہاڑی ہے، درمیان میں ایک وادی ہے۔ کوہ طور پہاڑ کے اوپر سبزہ نہیں ہے، جیسے کشمیر اور مری کے پہاڑ سرسبز ہوتے ہیں یہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ جبلِ احد، جبلِ نور

اور جبلِ ثور کی طرح کا ہی ایک پہاڑ ہے اور سرخ گرینائٹ کا بنا ہوا ہے، ہارڈ پتھر ہے۔ جو لوگ بیت اللہ گئے ہیں وہاں جو بیت الخلا کے اندر گرینائٹ استعمال ہوا ہے سرخ، یہ اس طرح کا گرینائٹ ہے۔ اس اتنی بڑی وادی میں کہیں کہیں کوئی گھاس اگی نظر آتی ہے۔ یہاں پر تو انہوں نے ایک ہوٹل بنایا ہوا ہے جو فائیو سٹار ہوٹل ہے، جو بہت خوب صورت بنایا گیا ہے اور یہ تو ہمیں بعد میں پتہ چلا کہ ملکوں کے پریزیڈنٹ جو یہاں پہنچتے ہیں تو وہ اس ہوٹل میں رہتے ہیں۔ چنانچہ فرانس کا پریزیڈنٹ یہاں رہا، اٹلی کا پریزیڈنٹ یہاں رہا، اور مصر کا پریزیڈنٹ رمضان کے آخری دس دن اس میں گزارتا تھا۔ تو جہاں ملکوں کے پریزیڈنٹ ٹھہرتے ہوں تو وہ تو پھر بہت ہی اہم جگہ ہوتی ہے۔ اس ہوٹل میں بہت سیکورٹی تھی اب ہمارا ایک ساتھی اندر گیا اور استقبالیہ میں جا کر بات کی تو انہوں نے کہا کہ تم یہاں کہاں؟ اس نے کہا کہ ہم رات رہنے آئے ہیں، ہماری یہاں بکنگ ہے۔ آگے سے جواب ملا کہ آپ کی تو یہاں بکنگ نہیں ہو سکتی۔

اب اللہ کی شان دیکھیے کہ ہوا یہ کہ بچہ جو تھا جس نے اس میں بکنگ کروائی تھی، اس کی ساری تعلیم امریکہ کی تھی اور یہ اسی لب ولہجہ میں بات کرتا تھا۔ اس نے دبئی سے فون پر بکنگ کروائی تھی، اسی ہوٹل میں اس وقت جو عورت استقبالیہ پر بیٹھی ہوئی بکنگ لے رہی تھی وہ سمجھ رہی تھی کہ کوئی امریکن بول رہا ہے، اس نے ان کے کریڈٹ کارڈ سے پیمنٹ (رقم) بھی لے لی۔ بہر حال ہوٹل میں بکنگ لینے والے نے یہ تصور کیا تھا کہ کوئی امریکن آنے والا ہے، اور جب ہم وہاں حاضر ناظر ہوئے تو وہ ہمیں دیکھ کر حیران ہوئے۔ اب وہ شکلیں دیکھیں تو کہیں جی آپ یہاں نہیں رہ سکتے، اور جب وہ بکنگ دیکھتے ہیں، کوڈ نمبر دیکھتے ہیں تو بکنگ موجود، اسی سوچ بچار میں تقریبا 45 منٹ گزر گئے۔ ہم نے کہا کہ ہم نے رات یہاں رہنا ہے، ہم نے یہاں بکنگ کرائی ہے۔ خیر انہوں نے ہمیں وہاں رہنے کے لیے ایک کمرہ دے دیا۔ ہم نے

اپنے دوستوں سے کہا کہ بھئی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا:

اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (طه:١٢)

آپ ایک مقدس وادی طوی میں ہیں، یہ وہ وادی ہے اور اللہ نے ہمیں قسمت سے ایک رات یہاں دی ہے تو بہر حال ساتھیوں نے خوب ذکر عبادت تہجد مراقبہ میں وہ رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے ناشتہ کیا پھر وہاں سے ہم جبلِ طور کی طرف روانہ ہوئے۔

جبلِ طور کی طرف روانگی:

میرے دل میں قدرتی ایک بات آئی کہ بھئی ہوٹل والوں نے ہمیں رات قبول تو کر لیا، اب ہم ہوٹل کے ایک شب کے رہائشی تو ہو گئے، اب اس کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم فیس ادا کریں گے ہمیں ایک رہبر دیدو جو ہمیں صحیح جگہوں پر لے جائے اور ہمیں دکھائے بتائے۔

تجربہ کی بات:

میں نے اپنی زندگی میں ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ ایسی جگہوں پر انسان مقلد بن کر سفر کرے جو غیر مقلد بن جاتا ہے تو وہ بہت سی باتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ تو ساتھی گئے اور انہوں نے ہوٹل والے سے جا کر کہا کہ ہمیں گائیڈ چاہیے انہوں نے اپنی فیس لی اور گائیڈ دے دیا۔ اللہ کی شان کہ وہ گائیڈ ایک اچھا نوجوان تھا اس کی داڑھی تو نہیں تھی لیکن جب آ کر بیٹھا تو ہماری مسکین شکل دیکھتا رہا تو تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا کہ مجھے آپ کی مسکین شکل بہت اچھی لگی، ہم نے کہا الحمد للہ اس کا فائدہ تو ہمیں ہی ہے کہ آپ ہمیں اچھی طرح وزٹ کروائیں گے۔

رات تو اس پورے علاقہ میں بندہ تھا نہ بندے کی ذات، لیکن صبح جب گئے تو ہر ،رم پر فوجی ہی فوجی کھڑے ہوئے ہیں اور زائرین کی قطار لگی ہوئی

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

ہے۔ ہمارے اندازے کے مطابق تقریباً دو ہزار وزیٹرز تھے۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ سارے وزیٹرز جو شرم الشیخ میں چھٹیاں گزارنے آتے تھے وہ چھٹیاں گزارنے کے بعد ادھر حج کر کے جاتے تھے۔ وہ وہاں سے چلتے تھے اور تین یا چار گھنٹے میں یہاں پہنچ جاتے تھے اور دوپہر کا کھانا وہ اس ہوٹل میں کھاتے تھے جس میں ہم نے رات گزاری تھی۔ اس ہوٹل میں رات کو اتنے افراد نہیں ہوتے، یہ چلتا ہی اسی دوپہر کے کھانے کے اوپر تھا، اب دو ہزار بندے جس ہوٹل میں روز کھانے آئیں تو ان کے تو مزے ہی ہیں۔

سینٹ کیتھرائن:

اب وہاں انسان جو جمع تھے ان کے لباس بھی برائے نام تھے اور سارے کے سارے انسان ایک منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ ہم ایک گاڑی میں تھے، ایک جگہ بیریئر تھا۔ اس بیریئر سے تقریباً دو کلومیٹر آگے ایک چرچ تھا، اس کا نام ہے "سینٹ کتھرائن"۔ یہ سینٹ کتھرائن عیسائی پادرن تھی اور اس نے اپنی ساری عمر وہاں عبادت میں گزاری۔ عیسائیوں کے ہاں اس عابدہ کا وہ مقام ہے جیسا ہمارے یہاں رابعہ بصریہ کا مقام ہے، لہٰذا اسی کے نام سے انہوں نے وہاں چرچ بنایا اور وہ اب تک بنا ہوا ہے اور اس میں ان کے بیس پچیس مُنک (جو بڑے پادری ہوتے ہیں) رہتے ہیں۔ چرچ کافی بڑا ہے، بندہ پھر پھر کر تھک جائے اتنا بڑا ہے۔ اس کے لیے دو کلومیٹر پیدل جانا پڑتا تھا اب وہ دو ہزار بندے جو تھے وہ تو پورے راستے پر پھیلے ہوئے تھے جیسے کوئی میلا لگا ہوا ہو۔

اللہ کی مہربانی:

اللہ کی شان کہ جب وہاں دو کلومیٹر پہلے رکے تو اس گائیڈ نے کہا کہ ایک میرا دوست ہے جو کرنل ہے اور وہ یہاں سیکورٹی میں ڈیوٹی دے رہا ہے، میں چیک کرتا

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

ہوں کہ وہ یہاں ہے یا نہیں۔ اس نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے فون کیا اللہ کی شان کہ اس دن جو شفٹ تھی وہ کرنل ہی اس کا ہیڈ تھا، ہمارے اس گائیڈ نے کہا کہ جی میرے گیسٹ آئے ہوئے ہیں، اور وہ سفید بالوں والے بوڑھے آدمی ہیں تو اگر آپ مجھ پر اعتماد کریں تو میں ان کو سینٹ کتھرائن کے دروازے پر چھوڑ کر چلا آؤں گا۔ اب چونکہ وہ اس کا دوست تھا اس لیے اس نے اس کو اجازت دے دی، اس نے کہا کہ یہ آپ کا نمبر ہے اس وقت جو ڈیوٹی پر کھڑے ہیں تم ان کو یہ نمبر بتاؤ اور جاؤ۔ ہماری گاڑی ایک دروازے سے آگے بڑھی وہاں گیٹ بنے ہوئے تھے، اس پر اس کو روکا رہبر نے نمبر بتایا انہوں نے اس کی تصدیق کی، اسکے بعد انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ اب وہاں ساری مخلوق پیدل چل رہی ہے اور ہم داڑھیوں پگڑیوں والے کار میں بیٹھے سفر کر رہے ہیں، وہ سب حیران ہو کر دیکھ رہے ہیں کہ یہ مخلوق یہاں آ کیسے گئی؟ ہم پیدل چل رہے ہیں، یہ گاڑیوں پر بیٹھ کر جا رہے ہیں۔ خیر اللہ نے مہربانی کی اور ہمیں وہاں دروازے تک پہنچا دیا، گائیڈ نے ہمیں بتا دیا کہ میں واپس اسی چیک پوسٹ پر جا رہا ہوں، جب آپ فارغ ہو جائیں تو آپ مجھے فون کریں میں آپ کو آ کر لے جاؤں گا۔

بئرِ موسیٰ:

اس چرچ کے اندر ایک کنواں تھا، اس کنویں کے بارے میں عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے وہ پانی جاری ہوا تھا، جیسے وہ بارہ چشمے ظاہر ہوئے تھے۔ لہٰذا عیسائیوں کا کہنا ہے کہ یہ بھی اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے ظاہر ہوا اور وہ اس پانی کا اسی طرح احترام کرتے ہیں جیسے کہ ہم آب زمزم کا احترام کرتے ہیں۔ لوگ پی رہے تھے، خیر ہم نے چرچ کا معائنہ کیا، اس کو انہوں نے قلعہ نما بنایا ہوا ہے اور چمکایا ہوا ہے اور سونا چاندی ایسا چڑھایا ہوا ہے کہ انسان حیران ہوتا ہے۔

شجر تجلی کے سائے میں:

پھر اس کے بعد ایک جگہ ہم گئے اس جگہ کا نام انہوں نے رکھا ہوا ہے ''برننگ بش'' (شجر تجلی)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے، ان کی اہلیہ امید سے تھیں اور ٹھنڈ بہت تھی۔ جب وہ ایک مقام پر پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ تم انتظار کرو مجھے آگ دور سے نظر آ رہی ہے۔

﴿ اٰتِیۡکُمۡ مِنۡہَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَی النَّارِ ہُدًی ﴾ (طٰہٰ:۱۰)

میں آپ کے لیے اس میں سے کچھ آگ لے آتا ہوں یا اگر آگ نہ بھی ہوئی تو آگ پر وہاں کسی سے رہنمائی مل جائے گی، تو موسیٰ علیہ السلام آئے تھے آگ لینے کے لیے لیکن وہ ایک درخت تھا اور اس کے اندر اللہ کی تجلی پڑ رہی تھی اور اس تجلی کا نور ان کو آگ کی طرح نظر آ رہا تھا، چنانچہ جب قریب آئے تو پھر آواز آئی

﴿ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ اِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی ﴾

آپ جوتوں کو اتار دیجیے آپ وادی مقدس طوی میں ہیں، اور

﴿ اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ﴾

تو وہ ''برننگ بش'' (شجر تجلی) جو ہے اسے بارے میں یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اب تک موجود ہے لیکن ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اسی جگہ پر جب یہ پرانی ہو جاتی ہے تو مر جاتی ہے، اس کو کاٹ دیتے ہیں اور اس کے اندر سے نئی اگ آتی ہے، بس یہ ہے کہ اسی جگہ پر اس نسل کا وہ درخت اگتا رہا ہے۔ اس کے پتے بالکل سبز ہوتے ہیں اور گرتے بھی نہیں ہیں، ان لوگوں نے اس درخت کی شاخوں کو اتنا اوپر کاٹا ہوا ہے کہ جہاں تک انسان کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے۔ اس درخت کو دیکھنے لوگ جاتے ہیں، اور ان کی نظر میں اس درخت کو دیکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حج کا ایک رکن ادا کرنا۔ خیر ہم نے بھی دیکھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ سامنے ''برننگ بش'' (شجر تجلی) ہے۔ میں نے اپنے

دوستوں سے کہا کہ بھئی ہم ایک آیت پر عمل کر لیں، کہنے لگے: جی کون سی؟ میں نے کہا کہ ''فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ'' جوتے اتار دیجئے، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا تو آج ہم بھی قرآن پاک کی اس آیت پر عمل کریں۔ چنانچہ ہم نے جوتے اتار لیے اور آگے جو چند قدم تھے وہ ننگے پاؤں چلے۔ وہاں جا کر اس درخت میں اور تو کیا دیکھنا تھا، اس کے قریب ایک بنچ پڑا ہوا تھا پتھر کا بنا ہوا ہم اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ تو ہم نے کہا کہ دیکھو بھائی یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی تجلیات اتری تھیں۔ قرآن سے ثابت ہے تو اس کو مقدس جگہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے تو وہ تجلیات ختم تو نہیں ہوگئی ہوں گی، ابھی تک ہوں گی۔ اس لیے بیٹھو تو بہ، ذکر اور مراقبہ کرو! نہ معلوم ہمیں کتنا وقت لگا دس منٹ یا آدھا گھنٹہ، البتہ ہم نے جی بھر کے مراقبہ کیا۔

پھر جب اٹھے تو دیکھا کہ فوج کا ایک کرنل سامنے کھڑا ہوا ہے، اصل میں سینٹ کیتھرائن کے سیکورٹی اسٹاف کا ہیڈ تھا اور جب وہ دیکھ رہا تھا کہ ہم گیٹ میں انٹر ہوئے، لمبے کپڑے پگڑیاں اور داڑھیاں تو وہ حیران ہو رہا تھا، اور وہ ہمیں ویڈیو کیمرے کے ذریعے چیک کر رہا تھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ کیا کر رہے ہیں؟ اب جب ہم یہاں آ کر گردن جھکا کر دیر تک بیٹھے رہے تو وہ فزیکلی دیکھنے کے لیے آ گیا۔ اس لیے کہ یہ تو ان کے لیے ایک نئی چیز تھی کہ یہ بندے آئے اور آ کر گردن جھکا کر بیٹھ گئے۔ جب ہم اٹھے تو وہ سامنے کھڑا تھا اور بہت سیریس موڈ میں تھا۔ میں نے ہیلو ہائے کیا، جیسے ایسے موقع پر کرنی ہوتی ہے۔ میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا لیکن وہ بالکل نہیں مسکرایا، وہ سیریس رہا اور پوچھتا ہے کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے کہا کہ پاکستان سے، اس کا پہلا سوال تھا کہ آپ یہاں کیوں آئے؟ آپ سعودی عرب جایئے، پھر ہم نے اس کو سمجھایا کہ بھئی موسیٰ علیہ السلام ہمارے بھی پیغمبر ہیں، بس مجھے اندازہ ہوا کہ یہ اکھڑا اکھڑا لگ رہا ہے۔ پھر اللہ نے مہربانی کی تو خاموش کام جو تھا وہ کام آ گیا تھوڑی دیر اس کے ساتھ بات چیت ہوتی رہی، تو وہ تھوڑا سا مانوس ہو گیا اور

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

اس کو بھی ہماری مسکین شکل پسند آ گئی۔ پھر مجھے کہتا ہے کہ میں آپ کو وہ جگہ بتاؤں جو آپ کے دیکھنے کی ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں۔

ایک قدیم خانہ خدا:

کہتا ہے کہ ایک صحابی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ یہاں آئے تھے (جنہوں نے مصر فتح کیا تھا) انہوں نے اس چرچ کے ساتھ ہی اندر ایک مسجد بنائی تھی وہ مسجد ابھی تک ہے لیکن ان پادریوں نے حکومت سے اس کا چارج خود لے رکھا ہے۔ اور اس کو انہوں نے بند کر دیا ہے اور کوئی بندہ وہاں جا نہیں سکتا۔ مسجد تو اپنی جگہ ہے لیکن مقفل ہے اس کے اندر جانا اور نماز پڑھنا منع ہے، اس کا وہ دروازہ بند رکھتے ہیں۔ جب اس کرنل نے ہمیں بتایا تو ہمارا دل کرنے لگا کہ ہم اس مسجد کے اندر جائیں جس کو ایک صحابی نے بنایا ہے، نہ جانے ہمارے کتنے اکابر یہاں آئے ہوں گے۔ تو کہنے لگا کہ آپ خوش قسمت ہیں کہ اس مسجد کے قریب کچھ مرمت اور تعمیر کا کام ہو رہا ہے اور مزدور آ جا رہے ہیں، سیمنٹ اور اینٹ لینے کے لیے اور وہ جو سامنے آپ کو لوہے کا دروازہ نظر آ رہا ہے، اس کا تالا آج کھلا ہوا ہے تو مزدور جاتے ہیں اور دروازہ ملا دیتے ہیں، آتے ہیں کھول کر پھر ملا دیتے ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ جائیے اور اگر کوئی پوچھے کہ آپ لوگ یہاں کیوں آئے؟ تو کہنا دروازہ کھلا دیکھ کر ہم گھومتے ہوئے اندر آ گئے ہیں۔ سبحان اللہ جو وہاں کا محافظ ہے وہی ہمیں راہ بھی بتا رہا ہے، وہ وہیں کھڑا رہا، ہم نے آرام سے دروازہ کھولا، ہم تینوں اندر گئے۔

تین ہم تھے، چوتھا گائیڈ، وہ گائیڈ بھی بڑا خوش تھا کہ آج مجھے بھی اندر جانے کا موقع مل گیا۔ خیر مسجد ہم نے دیکھی، مسجد اتنی بڑی نہیں تھی، دروازہ اس کا Lock (مقفل) تھا لیکن شیشوں سے سب اندر کا حصہ نظر آتا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بھئی چاشت کا وقت ہو گیا ہے، وضو بھی ہے، جی چاہ رہا ہے کہ دو رکعت پڑھی

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

جائیں۔ وہ گائیڈ کہنے لگا کہ جی ان کے منک (پادری) پھر رہے ہوتے ہیں، اگر کسی نے دیکھ لیا کہ ہم اندر بھی آگئے ہیں اور نماز بھی پڑھ رہے ہیں تو یہ خطرناک چیز ہے۔ میں نے کہا کہ ہم تو پڑھیں گے، اس نے کہا: لیکن کیسے؟ میں نے کہا کہ اس کا طریقہ میں بتاتا ہوں: آپ تینوں منہ دوسری طرف کرلو اور آپس میں باتیں شروع کردو اور آپ کی پشت کی آڑ میں، میں کھڑا ہو کر دو رکعت پڑھ لیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اللہ کی شان کہ میں نے ایک رکعت پڑھی تھی کہ اوپر سے ایک منک آگیا۔ لگتا یہ ہے کہ وہ ویڈیو کے ذریعے نگرانی کر رہے تھے۔ انہوں نے ہمیں مسجد کے دروازے پر دیکھ لیا۔ وہ آیا اور مجھے دیکھتا رہا جیسے کوئی سیریس موڈ میں ہوتا ہے، ہمارے ساتھی تو گھبرا گئے کہ یہ اب ہمیں پکڑے گا اور کہے گا گیٹ آؤٹ (نکل جاؤ یہاں سے) اور ابھی تو ہم نے اور بھی زیارتیں کرنی تھیں۔ خیر ہم نے دعائیں مانگیں اور باہر نکل آئے۔ باہر ہم نے دیکھا کہ وہ جو کرنل تھا وہ ابھی اسی جگہ پر کھڑا تھا۔ ہم نے اسے بتایا کہ بھئی ہم دیکھ بھی آئے اور نماز بھی پڑھ آئے، وہ مسکرا پڑا۔ اللہ کی شان دیکھیے کہ اللہ دلوں میں محبت ڈالنے والا ہے۔ وہ مجھے کہنے لگا کہ کیا آپ ''برننگ بش'' (شجر تجلی) کی پتیاں لینا پسند کریں گے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ آگے سے کہتا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اس پر پابندی ہے؟ پھر کہنے لگا کہ میں آپ کو دوں گا لیکن پہلے اسی جگہ جہاں پہلے بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے، واپس اسی طرح سے جا کر بیٹھ جائیں، پھر میں آپ کو دوں گا۔

ایک بات ہمیں پہلے معلوم نہ ہوسکی بعد میں پتہ چلا۔ اصل میں ہوا یہ کہ ہم تو چلے گئے برننگ بش کے پاس، جا کر بیٹھ گئے اور مراقبہ شروع کر دیا۔ جب ہم مراقبہ کر رہے تھے تو وہ جو زائرین کی قوم پھر رہی تھی وہ برننگ بش (شجر تجلی) کی دو تین تصویریں لے کر باقی ہماری تصویریں بنا رہی تھی۔ چنانچہ ہمارے گرد بھیڑ کو کیمرے کے ذریعے اس کرنل نے دیکھا کہ یہ ساری قوم کس چیز کے پیچھے کھڑی ہوئی ہے کہ

برننگ بش (شجر تجلی) ادھر ہے اور ان کے کیمرے ادھر چل رہے ہیں۔ تو اس نے یہ منظر کیمرے کے ذریعے دیکھ رکھا تھا، ہمیں پتہ نہیں تھا، ہم تو مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ مراقبہ ختم کرنے پر محسوس ہوا کہ ادھر ہمارے پاس کوئی بندی کھڑی تھی اور اس کا خاوند اس کے فوٹو لے رہا تھا، اور دوسرے طرف دیکھا کہ ادھر دوسرا بندہ کھڑا ہے اور اس کی بیوی اس کا فوٹو لے رہی تھی، اور ان کی تو ایسی ہی زندگی ہوتی ہے۔ ہم نے اس کرنل سے پوچھا کہ بھئی آپ نے ہمیں کیوں بیٹھنے کے لیے کہا، تو اس نے بتایا کہ اس درخت کے پاس تقریباً پانچسو بندے ہر وقت ہوتے ہیں اور اگر کوئی بندہ اس کے پتے توڑتا ہے تو اس کو سزا ہوتی ہے لہٰذا میں کسی کے سامنے کیسے توڑ سکتا تھا، جب لوگ آپ لوگوں کے فوٹو بنانے میں مصروف ہو گئے تو درخت کی سائڈ خالی تھی اس دوران میں نے چند پتے توڑ لیے، خیر اس نے اس کے پانچ چھ پتے ہمیں پکڑا دیئے۔ اسی برننگ بش کے پاس بیٹھ کر پھر ہم نے دعا مانگی اور میں نے اپنے ساتھیوں سے یہی کہا کہ اس جگہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے یہی کہنا چاہیے کہ اے اللہ! اس جگہ ایک جھاڑی تھی اس پر آپ کی تجلیات پڑ گئی تھیں، ہم میلے دلوں کو لے کر آئے ہیں اس پر اپنی تجلیات ڈال دیجیے، بہر حال وہ بہت ہی پرنور جگہ تھی اور پرسکون جگہ تھی۔

ایک تاریخ:

پھر ہمیں پتہ چلا کہ جب نبی علیہ السلام کا زمانہ تھا تو اس وقت یہاں کے جو منک تھے، یہ مدینہ طیبہ گئے تھے اور انہوں نے وہاں جا کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں یہ بات عرض کی تھی کہ جی ہماری وہ جگہ ہے، اگر آپ کا دین پھیلتے پھیلتے کبھی وہاں تک بھی پہنچ جائے تو یہ جگہ ہمارے ہی پاس رہنی چاہیے، ہمیں امن نامہ لکھ کر دیں۔ چوں کہ نبی علیہ السلام اہلِ کتاب کا احترام فرمایا کرتے تھے، تالیفِ قلب کے طور پر نبی علیہ السلام نے ان کو امان نامہ لکھ کر دیا۔ وہ انہوں نے ایک میوزیم بنایا ہوا تھا اس میں

لگایا ہوا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے دستخط بھی تھے، تو یہ بات ہمیں گائیڈ نے بتائی کہ انہوں نے یہ میوزیم اوپر بنایا ہوا ہے اور چوں کہ خاص جگہ ہے اس لیے ہر کسی کو نہیں جانے دیتے۔ جو لوگ جا رہے تھے ان سے پچاس ڈالر فی کس فیس لے رہے تھے اور وہ تو چوں کہ آئے تھے گویا حج کرنے کے لیے کہ کنویں کا پانی پی لو، برننگ بش کی تصویریں لے لو، اور میوزیم دیکھ لو اور واپس چلے جاؤ، اس لیے ان کے لیے تو پچاس ڈالر ادا کرنا کوئی مشکل نہیں تھا۔ لہٰذا اگر دو سو آدمی ہوں اور پچاس ڈالر فی کس کے طور پر لیے جائیں تو دس ہزار کی رقم بنتی ہے۔ پھر ہمیں پتہ چلا کہ اس چرچ کا پورا کا پورا خرچ ہی وہ میوزیم سے چلا رہے تھے۔ اس کا اسٹاف، اس کی گاڑیاں، شاہانہ زندگی تھی ان کی۔ اللہ کی شان ہم بھی گئے وہاں لمبی لائن تھی ہم بھی لائن میں لگ گئے۔ جب ہم دروازے پر پہنچے تو دروازے کے اندر منک بیٹھا ہوا تھا اس نے شاید کیمرہ لگا رکھا ہوگا، اس سے دیکھتا تھا اور بتاتا تھا کہ فلاں کو اندر بھیجو! جب ہمارا نمبر آیا تو ہم تینوں کو ایک طرف بائی پاس (نظرانداز) کر دیا اور پیچھے سے انگریزوں کو بلانا شروع کر دیا۔ وہ جو دروازے پر تھا، ایک مصری شخص تھا، ہم نے اس سے پوچھا کہ بھئی ہمیں کیوں اندر نہیں جانے دے رہے؟ اس نے کہا کہ ابھی اجازت نہیں ہے، آپ انتظار کریں۔ ہمیں کوئی پندرہ بیس منٹ انتظار کرنا پڑا، ہمارے ساتھیوں نے دو دفعہ مجھ سے کہا کہ جی چلتے ہیں یہ ہمیں اندر نہیں جانے دیں گے۔ میں نے کہا: تھوڑی دیر کھڑے رہتے ہیں۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد پھر اس منک نے ہمیں اندر بلا لیا، اس نے ہم سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ ہم نے کہا کہ پاکستان سے ہیں۔ پوچھنے لگا: کیوں آئے ہو؟ ہم نے کہا: بھئی! ہم آئے ہیں دیکھنے کے لیے۔ اس نے ہم سے دو چار سوال کیے لیکن بار بار مجھ سے کہتا تھا کہ آپ کون ہیں؟ میں بار بار اسے کہتا تھا کہ میں الیکٹریکل انجینئر ہوں، خیر اس نے ہمیں ٹکٹ تو دیے لیکن وہ سوچتا رہا۔

جب ہمیں اجازت مل گئی تو ہم اندر گئے، ہم نے وہ ساری جگہ دیکھی اور بھی

FREEDOM FOR GAZA islamictimelinecoverphotos.com

وہاں کافی نادر چیزیں جمع کی ہوئی ہیں۔ وہ دیکھ کر جب ہم واپس آئے تو اللہ کی شان دیکھیں کہ اس منک نے ہمارے ساتھی کو بلایا اور کہنے لگا یہ کون شخص ہیں؟ اس نے کہا: کہ یہ میرے ٹیچر ہیں، آگے سے کہتا ہے کہ یہ تو اپنے آپ کو انجینئر کہتے ہیں۔ ساتھی نے کہا کہ ہمارے ٹیچر ہیں لیکن انجینئر بھی ہیں۔ اس نے کہا: اچھا میں آپ کی فیس واپس کرتا ہوں آپ بغیر کسی فیس کے زیارت کیجیے، ساتھی آئے خوش ہو کر، حضرت اس نے تو ہمیں فیس واپس کر دی۔

میں نے کہا: اصل وجہ یہ ہے کہ یہ وہی منک ہے جس نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا تھا، اور چوں کہ آج مدتوں کے بعد اس مسجد میں نماز پڑھی گئی تو اس نے اس منظر کو دیکھا، اس کا دل محسوس کر رہا تھا کہ اس جگہ کا کوئی وارث یہاں آیا ہے، اور وہ یہ چاہ رہا تھا کہ میں ان سے کوئی فیس نہ لوں، اور بغیر فیس کے میں ان کو سارا کچھ دکھاؤں۔ خیر پھر ہم باہر آ گئے اور کرنل صاحب نے ہمیں اس کنویں کے پانی کی بوتلیں بھر کر بھی دیں بئر موسیٰ جس کا نام ہے۔

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

گفتگو کی جگہ:

کوہ طور پہاڑ کافی اونچا ہے اور اس کی چوٹیاں اوپر نیچے کو چلی جا رہی ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک چوٹی ہے جس کا نام ہے ''حجرِ موسیٰ'' موسیٰ کی چٹان۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے اوپر جاتے تھے اور وہاں ان کی ہمکلامی ہوتی تھی، وہیں کھڑے ہو کر ایک بار کہا تھا ''رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ'' اے اللہ! میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں'' تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا تھا ''قَالَ لَنْ تَرَانِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ'' کہ تم اس پہاڑ کی طرف دیکھو اس پہاڑ سے مراد جس چوٹی پر وہ کھڑے تھے اس سے بھی اونچی چوٹی تھی، وہ پہاڑ تھا یعنی پہاڑی سلسلہ تو ایک ہی ہے، لیکن اس سے وہ اونچی چوٹی مراد تھی، جب موسیٰ علیہ السلام نے اس چوٹی کی طرف دیکھا ''فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ

دَكَّـاءَ'' جب اللہ کی تجلی اس پر پڑی تو وہ پورے کا پورا پہاڑ جو تھا کالا ہو کر ریت کے ذرّوں کی طرح بیٹھ گیا۔اس ٹیلے کا سائز اتنا ہے کہ ''لوسا کا'' جیسے پانچ شہر اس کے اندر آجائیں اتنا بڑا پہاڑ ہے وہ، لیکن اس گائیڈ نے بتلایا کہ یہ چوٹی جبرِ موسیٰ سے بھی اونچی تھی، لیکن یہ بیٹھ گئی اور کالی ہوگئی۔اس کا نام ''جبل دکا'' ہے، یہ جبل طور کہلاتا ہے اور خاص جس جگہ تجلی پڑی تھی اس کا نام ہے ''جبل دکا''۔

جبلِ دکا:

اب اس جبلِ دکا پر چڑھنا تھا، میرے جیسا کمزور بندہ جس کے لیے دس قدم چلنا مشکل، وہ جبل دکا پر کیسے چڑھے؟ میرے دل میں ایک بات تو یہ آئی کہ میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ آپ لوگ چلے جاؤ میں یہیں رہتا ہوں۔ پھر خیال آیا کہ نہیں! جانا تو چاہیے۔میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ چلو بھئی چلتے ہیں، اور وہ جو دوسری مخلوق تھی وہ ساری کی ساری سینٹ کیتھرائن کو دیکھ کر آگے تک اور اوپر جاتی تھی، آدھے راستے تک، اس آدھے راستے کے بعد جو لوگ پہاڑوں پر چڑھنا جانتے تھے، صرف وہ جاتے تھے۔اوپر اللہ کی شان۔ دیکھو کہ ہم تھوڑا سا آگے چلے پہاڑ کی ایک چٹان کے پیچھے سے دو اونٹوں والے نکل پڑے، سفید اونٹ تھے اور دو نوجوان لڑکے لے کر آرہے تھے۔میں نے اپنے گائیڈ سے کہا کہ یار ان سے بات کرو کہ ہم آپ کو اجرت دیں گے، آپ ہمیں پہاڑ کے اوپر لے چلو وہ تیار ہوگئے۔ایک اونٹ پر میں بیٹھ گیا اور ایک اونٹ پر دوسرا ساتھی بیٹھ گیا، تیسرے نے کہا کہ میں چل لوں گا۔لو جی اب اونٹ پر ہمارا سفر شروع ہوا، اب وہ مخلوق پھر ہمیں دیکھ رہی ہے کہ پہلے یہی کاروں میں آرہے تھے اور اب یہی اونٹوں پر جا رہے ہیں۔لیکن اللہ کی شان! دل بڑا خوش ہوا، اس لیے کہ وہ جو میرے اونٹ کا مالک تھا میں نے اس سے پوچھا ''اخی! ما اسمك الكريم'' کہتا ہے موسیٰ، سبحان اللہ موسیٰ ہمیں طور پر لے جا رہا ہے۔اونٹ

کی سواری زندگی میں پہلی دفعہ کی تھی، تقریباً ایک گھنٹہ کے قریب ہم لوگ چلتے رہے۔ اس نے ہمیں جبل دکا کی کھلی جگہ پر پہنچا دیا، میں اپنے ساتھیوں کو کہا کہ بس ہم اسی جگہ تک چڑھیں گے۔ اب ہم ایک اور آیت پر عمل کریں گے، کونسی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ '' اب ظہر کا وقت ہو گیا ہے، وضو تو ہے ہی، یہاں نماز پڑھتے ہیں ہم نے ایک چٹان پر نماز پڑھی نماز پڑھ کر پھر ہم دعا کرنے بیٹھے۔

زندگی کی عجیب دعا:

وہ دعا بھی ہماری زندگی کی ایک عجیب دعا تھی۔ کیا مانگا؟ کیسے مانگا؟ ہمیں کچھ یاد نہیں ہے بس اتنا پتہ ہے کہ دعا مانگتے ہوئے میں نے یہ لفظ بول دیئے ع

میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی طلب میں

اور بچوں نے رونا شروع کر دیا، ایسا عجیب پر نور وقت تھا، ٹھنڈ بھی تھی اس میں نہ جانے کیا کیا مانگا، البتہ ایک دعا یہ مانگی، اے اللہ! اس پہاڑ پر موسیٰ علیہ السلام نے تو کہا تھا کہ میں آپ کو دنیا میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہم گنہگار ہیں لیکن اس پہاڑ پر آ کر بس اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کو جنت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اے اللہ! جنت میں تو آپ بھی منع نہ فرمائیے ۔

لازم نہیں کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

یا اللہ! دنیا کی بات نہیں کرتے آخرت کی بات کرتے ہیں اور اسی جگہ پر کر رہے ہیں، جہاں آپ کے ایک پیغمبر ﷺ نے یہ الفاظ کہے تھے۔ ہمارے لیے وہاں اپنے دیدار کو آسان فرما دیجیے، پھر دعا مانگ کر ہم لوگ وہاں سے واپس آ گئے۔ جس وقت ہم دعا مانگ کر ہٹے تو بیٹے سیف اللہ کا فون آ گیا، پوچھتا ہے: ابو جی آپ کہاں ہیں؟ میں نے کہا بیٹا میں تو یہاں ہوں کوہ طور پر، کہتا ہے ابو جی وہاں سے میرے لیے

ایک دو پتھر لے آنا میں نے دیکھنے ہیں، اس کے کہنے پر پھر ہم نے سرخ پتھر بھی لے لیا اور کالا پتھر بھی چھوٹا سا لے آئے کہ ہم ان کو دکھائیں گے۔

چند اور زیارتیں:

پھر جب ہم واپس نیچے اترے تو ایک جگہ ہے بن بنی ہارون، یہ وہ جگہ ہے جہاں ہارون علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ ٹھہرے تھے، یہاں ایک چٹان پر لوگوں نے بڑی سی گائے بھی بنادی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا شروع کی تھی، یہ سب مقامات کی زیارت ہم نے ایک ہی دن میں عصر سے پہلے پہلے کر لی اور وہاں سے واپس ہو گئے۔ البتہ واپسی پر انہوں نے ہمیں کافی دق کیا، جس کو بھی پتہ چلتا کہ ہم سینٹ کتھرائن سے آئے ہیں، بس وہ کتے لے آتے اور ہمارے بیگ سنگھاتے۔ خیر ہم وہاں سے شرم الشیخ آئے اور فلائٹ پکڑ کر واپس قاہرہ آگئے۔

اگلے دن جب ہم اٹھے تو ہم نے دوستوں سے کہا کہ آج ایک اور آیت پر عمل کرنا ہے وہ کہنے لگے کہ آج کون سی آیت ہے؟ میں نے کہا کہ جب موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے ہمکلامی فرمائی تھی تو ہمکلامی کا نچوڑ تھا

﴿ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴾

لہٰذا آج ہم عجائب گھر میں جائیں گے اور فرعون کی نعش دیکھیں گے۔ پھر الحمد للہ اگلے دن تیار ہو کر صبح صبح ہم نے فرعون کی نعش دیکھی اور اس سے ہم نے کچھ باتیں بھی کیں۔ ہاں ہم نے کہا کہ تیری روح تو سنے گی، وہ بڑی عبرت کی نشانی ہے، 65 سال اس نے بادشاہی کی ہے۔ بیس سال کا تھا جب اس کو بادشاہت مل گئی تھی اور میری سمجھ میں بات یہ آتی ہے کہ خدائی کا دعویٰ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی بنی ہو کہ اتنی جوانی میں اس کو اتنی بڑی بادشاہی مل گئی، لہٰذا اس کا دماغ خراب ہو گیا تھا، اور وہ کہنے لگا تھا کہ ''اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى''میں نے فرعون کو بہت عبرت کی نظر سے دیکھا۔ اللہ اکبر کبیرا!

FREEDOM FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے؟:

واپسی پر ہم ایک دو جگہوں پر اور گئے، سید احمد بدوی مصر میں نقشبندی سلوک کے ایک بزرگ گزرے ہیں، بہت لمبا مراقبہ کیا کرتے تھے، صرف نماز کے لیے اٹھتے تھے کئی دفعہ دس دس دن لمبا مراقبہ کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے ان کے چہرے پر ایسا نور تھا کہ وہ ہمیشہ چہرا چھپا کر رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے خادم نے کہا کہ حضرت اتنا لمبا عرصہ آپ کی خدمت کی ہے، مجھے اپنا چہرہ تو دکھا دیجیے! انہوں نے کپڑا اٹھایا، وہ چہرہ دیکھتے ہی غش کھا کر بے ہوش ہو گیا اور پھر وہیں فوت ہو گیا، اتنا نور تھا ان کے چہرے پر۔ طنطنہ ایک جگہ ہے جہاں وہ رہتے تھیا، یہ بات میں نے کتابوں میں پڑھی تھی۔ وہاں کے لوگوں نے بھی یہی بتایا اور ان کو سید العاشقین کہتے تھے۔

پھر آگے ایک جگہ ''الیکزنڈریا'' ہے ہم وہاں بھی گئے۔ وہاں حضرت دانیال علیہ السلام اور حضرت لقمان علیہ السلام مدفون ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بھی وہیں پر آرام فرما ہیں۔ پھر ایک اور زیارت کی ابو بصیری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی جنہوں نے قصیدہ بردہ لکھا حضرت شیخ الحدیث نے فضائل درود شریف میں اس کا کچھ حصہ دیا ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ان کا نام انہوں نے دیا ہوا تھا سید المداحین، وہ جگہ بھی بڑی عجیب ہے بالکل سمندر کے کنارے ہے۔ پھر ہم واپس سعودی عرب ہی آئے اور عمرہ کیا اور اس عمرے میں شروع سے آخر تک صرف شکر ہی ادا کیا۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

FREEDOM FOR GAZA islamictimelinecoverphotos.com

FREEDOM
FOR GAZA
islamictimelinecoverphotos.com

FREEDOM FOR GAZA

یہ جھاڑی ایک نیم دائرہ قد آدم دیوار کے اندر ہے۔ تقریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل کی جھاڑی اب تک سرسبز ہے۔ بتایا گیا ہے کہ صدیوں سے یہ درخت اپنی ابتدائی جڑوں پر بار بار اگتا ہے۔ پرانا ہو کر مر جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے انہی جڑوں سے تازہ دم ہو کر تناور شاخیں نکال لیتا ہے۔

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618003

MAKTABA-TUL-FAQEER
223-SUNNT PURA FAISALABAD

0331-6631293